حضرت العلامہ مولانا حافظ محمد گوندلوی زید مجدہ

دوامِ حدیث

"مرکزِ ملت" اور شریعت سازی

فتنۂ انکارِ حدیث ان لاتعداد و بے شمار فتنوں میں سے ایک ہے جو عجمی سازش کے تحت مسلمانوں کے عقائد و نظریات میں خلل ڈالنے، اسلام کی شوکت و سطوت کو پارہ پارہ کرنے اور اس کی عمارت میں نقب لگانے کے لیے ایجاد کیے گئے۔

مختلف ادوار میں اس فتنہ نے کئی روپ دھارے اور کئی رنگ بدلے۔ کبھی اسے یونانی فلسفے اور فلسفیوں کی حمایت حاصل رہی اور کبھی یہودی سازشیں گرداں گی، آخری دور میں یہودی اور عیسائی مستشرقین نے ایک باقاعدہ پلان کے مطابق اسے اپنے مسلمان تلامذہ کے ذریعے مسلمان ملکوں میں فروغ دیا اور رسول ہاشمی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و توقیر کرنے والے مسلمانوں اور آپ کی ناموس و آبرو پر کٹ مرنے والے حلقہ بگوشوں اور فدائیوں کے اذہان سے اس عقیدت و محبت کا خاتمہ کرنا چاہا جسے وہ اپنے ایمان کا جزو اور اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں۔ چنانچہ بدقسمتی سے انہیں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے ایسے متعدد افراد مل گئے جنہوں نے ان کے مقصود و مطلوب کو پورا کرنے کے لیے اپنی تمام کوششوں اور کاوشوں کو وقف کر دیا۔ اور ان کی سطحی باتوں کو روپہلے اور سنہری اقوال سمجھتے ہوئے سینوں سے لگانے اور جبینوں پر کسانے لگے اور اس قسم کے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور بعد مکانی کے باوجود ان کے مزعومات اور معتقدات میں رتی برابر فرق نہیں جس سے

واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ ان سب کا سرچشمہ اور مصدر و ماخذ ایک ہی ہے اور وہ ہے ان جہلائے یورپ کے افکار و خیالات جو عربی کے ابجد سے ناواقف ہونے کے باوجود اپنے آپ کو سب سے بڑا شریعت دان اور اسلام فہم تصور کرتے ہیں، وہ شریعت جس کے تمام مصادر و مراجع عربی میں ہیں اور فصیح و بلیغ عربی میں۔

اور پھر طرفہ تماشا یہ ہے کہ بلاد عجم میں جو تلامذہ ان کو میسر آئے ہیں، وہ ان کی طرح نہ صرف یہ کہ علوم عربیہ و نقلیہ سے کاملۃً ناواقف ہیں بلکہ علوم عقلیہ سے بھی بالکل بے بہرہ اور بے خبر ہیں —— اور احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے اکثر و بیشتر اعتراضات ان کی بے علمی، بے بضاعتی اور فہم و خرد سے کورے پن کی بنا پر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کے ایک معروف منکرِ حدیث، جو احادیث کو صرف یہ کہہ کر مسترد کر دیتے ہیں کہ:۔

احادیث کو اقوال رسول اللہ (حضور کی باتیں) نہیں کہا جا سکتا بلکہ اقوال منسوب الی الرسول کہا جاتا ہے، یعنی وہ باتیں جو جمع حدیث کے وقت رسول اللہ کی طرف منسوب کی جاتی تھیں، کہیئے کہ ایسی چیز کبھی یقینی کہلا سکتی ہے؟ اور جب یہ اس قدر ظنی ہے تو پھر دین کیسے بن سکتی ہے؟[1]

اور وہ اس بات کو پہلے ہی واضح کر چکے ہیں کہ:۔

"دین کے متعلق ایک چیز سے تو یقیناً آپ سب متفق ہوں گے یعنی یہ کہ دین وہی ہو سکتا ہے جو یقینی ہو ظنی اور قیاسی نہ ہو"[2]

اور :۔

"چونکہ احادیث یقینی نہیں، ظنی ہیں اس لیے یہ دین قرار نہیں پا سکتیں"[3]

اور "یقینی صرف قرآن ہے اس لیے جہاں تک ہمارے لیے حجتِ شرعیہ اور اطمینانِ قلب کا تعلق ہے۔ الحمد للہ کہ اللہ کی کتاب کافی ہے۔ حسبنا کتاب اللہ"[4]

اور احادیثِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اس لیے بھی حجت نہیں کہ:۔

"رسول اللہ جہاں ایک رسول تھے (یعنی خدا کی وحی کو انسانوں تک پہنچانے والے) وہیں آپ اس حکومتِ خداوندی کے اولین مرکز بھی تھے۔ لہٰذا آپ کی اطاعت جو بحیثیت امیر ملت اور مرکزِ امت کی جاتی تھی خدا اور رسول کی اطاعت تھی۔ حضور کے بعد مرکزِ ملت خلیفۃ الرسول قرار پا گئے اس وقت "خدا اور رسول" کی اطاعت خلیفۃ المسلمین کی اطاعت تھی"[5]

نبی اکرم اور خلافت راشدہ میں خدا اور رسول کی اطاعت سے مفہوم مرکز ملت کے فیصلوں

---

[1] مقام حدیث، ج ۱، ص ۵۲ [2] کتاب مذکور، ج ۱، ص ۶۳ [3] کتاب مذکور، ج ۱، ص ۶۴ [4] کتاب مذکور، ج ۱، ص ۴۲ [5] کتاب مذکور، ج ۱، ص ۴۶ حاشیہ۔

کی اطاعت تھا اور بس۔" ؎۱

"اور جو جزئیات رسول اللہ نے مرتب فرمائی تھیں۔ ان کا قرآن کی طرح محفوظ نہ رکھنا اس امر کی بدیہی دلیل ہے کہ ان جزئیات کو غیر متبدل اور اٹل قرار دینا نہ منشائے خداوندی تھا نہ منشائے رسالت۔ خدا اور اس کے رسول کے نزدیک ان میں مختلف زمانوں میں بہ اقتضائے حالات ردّ و بدل ہو سکتا ہے۔" ؎۲

اور :-

"اگر یہ کسی طرح ثابت بھی ہو جائے کہ فلاں روایت یقینی طور پر سچی ہے تو بھی اس سے مفہوم یہ ہوگا کہ حضور کے زمانہ مبارک میں دین کے فلاں گوشہ پر کس طرح عمل کیا گیا تھا۔ اگر ہمارے زمانے کا مرکز حکومت قرآن سمجھے کہ اس عمل میں کسی رد و بدل کی ضرورت نہیں تو اسے علیٰ حالہٖ رائج کر دے اور اگر سمجھے کہ ہمارے زمانے کے اقتضاآت اس میں رد و بدل چاہتے ہیں تو اس میں رد و بدل کر دے۔ یہ ہے احادیث کی صحیح دینی حیثیت۔" ؎۳

یہ طویل اقتباسات ہم نے اس لیے پیش کیے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں کا منشا و مطلوب کیا ہے؟

جو کچھ ذکر ہوا ہے اس سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ:

۱ــــ شریعت بنانا ہمارا کام ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شریعت خود ہی بنائی تھی۔ بناتے وقت قرآنی کلیات کو سامنے رکھا۔ اسی طرح ہم بھی شریعت بنانے میں مختار ہیں۔ چنانچہ ہر زمانہ کے تقاضا کے مطابق قرآنی کلیات کو سامنے رکھ کر جو جزئیات تیار ہوں گی وہی شریعت ہوگی اور یہ شریعت بدلتی رہتی ہے۔

۲ــــ دین کی اساس یقینی ہونی چاہیے۔ دین ظنی نہیں ہو سکتا۔

۳ــــ یقینی چیز صرف قرآن ہی ہے۔

۴ــــ حدیثیں ظنی ہیں اس لیے دین نہیں بلکہ تاریخی باتیں ہیں۔

ان امور پر ہم ذرا تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں:

امر اول کہ (شریعت قیاسی چیز ہے۔ آنحضرت خود شریعت بناتے تھے اور ہم بھی بنا سکتے ہیں) قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں ہے:-

---

؎۱ مقام حدیث، ج ۱، ص ۹۵ ؎۲ کتاب مذکور، ج ۱، ص ۶۵ ؎۳ کتاب مذکور، ج ۱، ص ۶۶، ۶۷

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا [1]

پھر ہم نے تجھے ایک شریعت پر کیا۔ اس کی پیروی کر۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت من جانب اللہ ہوتی ہے۔ نبی اپنی طرف سے شریعت نہیں بناتا۔

دوسری جگہ فرمایا:۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ [2]

کیا ان کے شریک ہیں جو ان کے لیے دین سے ایسے امور کو شریعت بناتے ہیں جن کا اللہ نے حکم نہیں دیا۔

یعنی شریعت اللہ کے حکم سے بنتی ہے نہ کہ قیاس اور عقل سے۔

ایک اور جگہ فرمایا:۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى [3]

اللہ تعالےٰ نے تمہارے لیے دین سے ان باتوں کو شریعت بنایا ہے جن کی نوحؑ کو وصیت کی اور جو چیز ہم نے تجھے بصورتِ وحی بتائی اور وہ چیز جس کی ہم نے ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو وصیت کی۔

اس آیت سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت وحی اور وصیتِ الٰہی سے مقرر ہوتی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر یوں فرمایا:۔

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَّلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ [4]

ہم نے تم میں سے ہر ایک (امت) کے لیے ایک شریعت اور ایک راہ بنائی ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو تم کو (ایک ہی شریعت دے کر) ایک امت بنا دیتا لیکن اس نے ہر امت کے لیے الگ الگ شریعت اس لیے بنائی ہے تاکہ تم کو اس حکم و شریعت میں آزمائے جو تم کو الگ الگ دیئے ہیں۔

قرآن مجید کی ان مذکورہ بالا آیات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اللہ کی طرف سے بصورتِ وحی اور وصیت مقرر ہوتی ہے۔ پیغمبر اپنی طرف سے شریعت نہیں بناتا۔ جب رسول بھی شریعت سازی نہیں

---

[1] جاثیہ [2] شوریٰ [3] ایضاً [4] مائدہ

کرسکتا تو دوسرے آدمیوں کو کیسے اختیار ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے شریعت بنائیں۔ نیز شریعت کے اختلاف سے امتیں مختلف ہو جاتی ہیں۔ اگر شریعت بدل جائے تو امت بھی بدل جاتی ہے اور شریعت چونکہ پیغمبر کی معرفت ہی بدلتی ہے۔ اس لیے رب العزت نے فرمایا:-

لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ہر امت کے لیے ایک رسول ہے۔

پس یہ کس طرح ممکن ہے کہ امت تو ایک ہی ہو اور شریعتیں مختلف ہو جائیں۔ پس جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ شریعت میں اب بھی تبدیلی ہو سکتی ہے۔ وہ درحقیقت ایک نئی امت کی بنیاد ڈالنا چاہتے ہیں اور ختم نبوت کے قائل ہو کر منصبِ نبوت اور اس کی خصوصیات پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو دینی تفصیلات حدیث میں وارد ہیں ان میں وحی ربانی اور وصیت الٰہی کا بہت بڑا دخل ہے۔ کوئی شخص اپنی عقل سے ایسی باتیں مقرر نہیں کرسکتا۔

اس امر کی تفصیل آگے ذکر ہوگی کہ حدیث میں وحی کو کتنا دخل ہے؟ اور اس کی کتنی قسمیں اس میں پائی جاتی ہیں۔

کتاب الوسیلۃ

تالیف: امام ابن تیمیہؒ

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ آرا تصنیف جس نے لاتعداد بھٹکے ہوئے لوگوں کے لیے راہنمائی اور راہبری کا کام دیا۔ وہ کتاب جس کے اب تک دنیا کی متعدد زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ برصغیر میں جس کی پہلی اشاعت پر غلغلہ مچ گیا اور نام نہاد پیروں اور دین فروشوں کے سنگھاسن ڈولنے لگے۔ حقائق و معارف کا دلچسپ مرقع۔ نئے پیرہن، نئے اسلوب اور اعلیٰ طباعت و کتابت کے ساتھ۔ سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۲۶۰۔ سفید کاغذ۔ مضبوط جلد۔ خوبصورت گردپوش قیمت ۵۰/۷

ادارہ ترجمان السنہ ۷۔ ایبک روڈ۔ انارکلی۔ لاہور

لہ یونس